اِنارۃُ القُلُوبِ بِبَصارۃِ یعقُوب

المعروف

کیا یعقوب علیہ السلام نبی نابینا ہو گئے تھے؟



تصنیف لطیف

حضور فیض ملّت مفسر اعظم پاکستان
حضرت علامہ الحافظ ابو الصالح
مُفتی
محمد فیض احمد اویسی رضوی
نور اللہ مرقدہ

www.faizahmedowaisi.com

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ

اِنَارَۃُ الْقُلُوْبِ بِبَصَارَۃِ یَعْقُوْبَ

المعروف

کیا یعقوب علیہ السلام نبی نابینا ہو گئے تھے؟

از

شمس المصنفین، فیضِ ملّت، مُفسرِ اعظم پاکستان، خلیفہ مفتی اعظم ہند

حضرت علامہ ابو الصالح مفتی **محمد فیض احمد اُویسی رضوی** محدث بہاولپوری نور اللہ مرقدہ

نوٹ: اگر اس کتاب میں کمپوزنگ کی کوئی بھی غلطی پائیں تو برائے کرم مندرجہ ذیل ای میل ایڈریس پر مطلع کریں تاکہ اُس غلطی کی تصحیح کر لی جائے۔ (شکریہ)

admin@faizahmedowaisi.com

﴿بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ﴾
نَحْمَدُہٗ، وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ ﷺ

پیش لفظ

امابعد! عرصہ دس سال پہلے فقیر کے ایک دوست نے اپنے عزیز کی معرفت سوالات بھیجے۔ مختصر جواب بھیج دیا لیکن حضرت یعقوب و حضرت ایوب علیٰ نبیناو علیہما السلام کے متعلق عوام بلکہ بعض اہلِ علم میں غلط فہمی سمائی ہے۔ ارادہ ہوا کہ اسے مکمل طور پر محقق کیا جائے۔ چنانچہ یہ مختصر رسالہ حاضر ہے اس کا نام رکھا ہے۔ ''انارۃ القلوب ببصارۃ یعقوب'' عرف کیا یعقوب علیہ السلام نبی نابینا ہو گئے تھے؟

وَمَا تَوْفِیْقِیْ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ
وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی حَبِیْبِہِ الْکَرِیْمِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ

مدینے کا بھکاری

الفقیر القادری ابو الصالح محمد فیض احمد اُویسی رضوی غفرلہٗ

۲۸ شوال ۱۴۲۰ھ بروز ہفتہ

یعقوب و شعیب علیٰ نبینا علیہما السلام کیا واقعی نابینا تھے؟

حضرت مفتی اعظم شیخ المعظم علامہ ابو الصالح شیخ الحدیث والقرآن مدظلہ العالی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکۃ

یعقوب و شعیب علیٰ نبیناو علیہما السلام کیا واقعی نابینا تھے؟ نیز زید ایک علاقہ کا واعظ ہے اُس نے ایک واعظ میں بیان کیا کہ سیدنا ایوب علیہ السلام کے جسم پر کیڑے اُمنڈ آتے تھے۔ آپ کے گوشت پوست اور خون سے پرورش پاتے تھے اور کسی وقت کسی کیڑے کو جسم سے گرتا سیدنا ایوب علیہ السلام دیکھ لیتے تو اُٹھا کر پھر جسم اطہر پر رکھ دیتے اور فرماتے تیری غذا میرا بدن ہے جس سے وہ خونخوار کیڑے پلتے تھے۔ اُس پر عمرو نے اعتراض کیا اور کہا کسی نبی کے جسم کو

درندے کیڑے مکوڑے گزند (دُکھ، تکلیف) نہیں پہنچا سکتے اور یہ واقعہ کسی مستند کتاب یا کسی معتبر تفسیر سے ثابت نہیں پھر یہ کہنا ایک کا مقتدا، پیشوا، نبی ایک موذی جانور کو جسم پر برائے اذیت خود اپنے ہاتھ سے مسلط کرے عقل کیسے باور (تسلیم) کر سکتی ہے۔

میں نے جواباً کہا حقیقت یہی ہے اجسامِ انبیاء محفوظ عن اذیت الحشرات (کیڑوں کے نقصان پہنچانے سے) ضرور ہوتے ہیں لیکن یہ ایوب نبی اللہ پر خصوصی امتحان تھا اس پر نبی کی توہین نہیں بلکہ اظہارِ صبر ہے۔ حضرت عارف باللہ مولانا شیخ فرید الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اپنی کتاب پند نامہ میں جسم ایوب علیہ السلام میں فرمایا کہ قوتِ کرماں داد خدا نے امتحاناً اس جسم کو کیڑوں کی روزی بنائی۔ بہر حال گفتگو بہت ہوئی ہم آپ سے استفسار کرتے ہیں یہ قصہ کہاں تک درست ہے؟ آپ اپنی تحقیق انیق کی روشنی میں کسی مستند و معتبر کتاب سے مطلع فرمائیں۔

مسلمانوں کو اس پر کیا عقیدہ رکھنا چاہیے؟

بینوا توجروا السائل

(مولانا) غلام سرور نشان گلتر،

خطیب جامع مسجد، ضلع سیالکوٹ (پاکستان)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصۡحَابِہٖ اَجۡمَعِیۡنَ

محترم و مولانا صاحب زید مجدہٗ،

وعلیکم السلام ثم السلام علیکم امابعد! خط ملا یاد آوری کا شکریہ۔ نفس مسئلہ سمجھنے سے پہلے ایک مقدمہ ذہن نشین رکھیئے۔

(۱) حضرات ساداتِ انبیاء کرام علی نبینا وعلیہم السلام ہر عیب و نقص سے پاک ہوتے ہیں خواہ عیب علمی ہو یا عملی، روحانی ہو یا جسمانی، ظاہری ہو یا باطنی۔ نابینا عیب ہے ظاہر ہے کہ جسم پر کیڑے پڑ جانا بھی ایک نقص ہے بلکہ بہت بڑا اور بُرا عیب ہے۔

(۲) جن روایات میں یہ واقعات آئے ہیں وہ نہایت غیر معتبر و غیر مستند بلکہ اسرائیلیات (روایاتِ کتب سابقہ) ہیں۔

(۳) اسرائیلیات (روایاتِ کتب سابقہ) کی تین اقسام ہیں۔ (۱) معتبر وہ جو شرعِ مصطفی ﷺ کے موافق ہوں۔ (۲) جائز وہ جو مخالف نہ ہو۔ (۳) صراحۃً مخالف ہو۔ جیسے یہی ان تینوں انبیاء علیہم السلام پر عیوب کا اظہار۔ تفصیل کے لئے دیکھئے "اتقان" وغیرہ اور فقیر نے "احسان البیان، حصہ سوم" میں اسے تفصیل سے لکھا ہے۔

(۴) علم القوائد کی کتب میں ہے کہ انبیاء علیہم السلام کو ہر عیب سے پاک سمجھنا ضروری ہے چند تصریحات ملاحظہ ہوں۔

(۱) علامہ عبد العزیز پرہاروی رحمۃ اللہ علیہ نے "نبراس" میں فرمایا:

والصحیح انشاء اللہ تعالیٰ تنزیہھم من کل عیب۔ (نبراس، صفحہ ۴۵۵)

یعنی انشاءاللہ صحیح یہی ہے کہ انبیاء علیہم السلام کو ہر عیب سے منزہ سمجھنا چاہیے۔

(۲)مسامرہ(علمِ کلام کی نہایت معتبر کتاب)میں مصنف نبوت کے شرائط گناتے ہوئے لکھتے ہیں:

والسلامة من (العيوب) المنفرة منهم (كالبرص والجذام)[1] (المسامرۃ بشرح المسایرۃ، صفحہ ۲۲۶)

یعنی انبیاء علیہم السلام کا ہر اس عیب سے منزہ(پاک) سمجھنا ضروری ہے جو نفرت کا موجب(واجب کرنے والا)ہیں۔ جیسے برص، جزام وغیرہ اور اندھاپن اور کیڑے پڑنا جسم میں عیوب ہیں۔

(۳)حضرت قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

أن الأنبياء عليهم الصلاة والسلام منزهون عن النقائص في الخلق والخلق سالمون من المعايب [2]

یعنی انبیاء علیہم السلام خلق اور خلق میں ہر قسم کے عیب سے منزہ اور معائب سے مبرا (بری)ہوتے ہیں۔

اسی طرح شرح النووی میں ہے: أَنَّ الْأَنْبِيَاء صَلَوَات اللّٰه وَسَلَامه عَلَيْهِمْ مُنَزَّهُونَ عَنْ النَّقَائِص فِي الْخَلْق وَالْخُلُق ، سَالِمُونَ مِنْ الْعَاهَات وَالْمَعَايِب[3]

یعنی انبیاء علیہم السلام خلق اور خلق میں ہر قسم کے عیب سے منزہ اور معائب سے مبرا ہوتے ہیں۔

والالتفات لما يقع فى التاريخ [4](زرقانی شرح مواہب لدنیہ)

یعنی جو کسی تاریخ میں آیا ہے وہ غیر ملتفت (ناقابل توجہ)ہے یعنی اس کی طرف التفات(توجہ)نہ کیا جائے۔

اور تفسیر کبیر وغیرہ میں ہے کہ حضرت علامہ سبکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کہا ہے کہ پیغمبروں پر نابینائی جائز نہیں کیونکہ یہ نقص ہے۔ کوئی پیغمبر نابینا نہیں ہوا حضرت شعیب علیہ السلام کی نسبت جو کہا گیا ہے کہ وہ نابینا تھے سو وہ ثابت نہیں کیونکہ تقدیر ثبوت وہ نابینائی مضر نہیں کیونکہ وہ تحقق نبوت کے بعد طاری ہوئی۔ رہے یعقوب علیہ السلام سو ان کی آنکھوں پر پردہ آگیا تھا اور وہ دور ہو گیا۔ مشہور یہ ہے کہ پیغمبر صم (بہرہ) نہیں ہوتا۔

(۵)حضرت امام اسماعیل حقی حنفی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ وسئل الامام الرستغفى عن قول بعض الناس ان آدم عليه السلام لما بدت منه تلك الزلة اسود منه جميع جسده فلما هبط الى الارض امر بالصيام والصلاة فصام وصلى فابيض جسده أيصح هذا القول قال لا يجوز فى الجملة القول فى الانبياء عليهم السلام بشئ يؤدى الى العيب والنقصان فيهم وقد امرنا بحفظ

---

[1] (المسامرة بشرح المسايرة.الأصل التاسع: يعني في ترتيت حجة الإسلام.للكلام في الأصل التاسع. شروط النبوة.ص192. المكتبة العصريّة)

[2] (إكمال المعلم بفوائد مسلم للقاضي عياض. كتاب الفضائل . باب من فضائل موسي. 340/7.تحت رقم : 155-(339). دار الكتب العلمية. بيروت)

[3] (شرح النووى على مسلم. كتاب الفضائل.باب من فضائل موسى.512/15. تحت رقم: 2372.دار الخير. سنة النشر: 1416ھ/1996م)

[4] (شرح محمد بن عبد الباق الزرقانى المالكى على المواهب اللدنية.314/5.المطبعة الازهرية.سنة النشر: 1907م)

اللسان عنهم لان مرتبتهم ارفع وهم على الله اكرم وقد قال عليه السلام «اذا ذكرت اصحابي فأمسكوا» فلما امرنا ان لا نذكر الصحابة رضى الله عنهم بشئ يرجع الى العيب والنقص فلأن نمسك ونكف عن الانبياء اولى[5]

یعنی حضرت امام رستغفی رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا کہ ایسے شخص کے بارے میں آپ کیا فرماتے ہیں جو کہتا ہے کہ جب حضرت آدم علیہ السلام سے لغزش ہوئی تو آپ کا سارا جسم سیاہ ہو گیا۔ پھر جب آپ زمین پر اُترے تو اس کے بعد آپ کو روزہ اور نماز کا حکم ہوا۔ آپ نے روزہ اور نماز ادا فرمایا پھر آپ کا جسم سفید ہو گیا کیا اُس کا یہ قول صحیح ہے؟ آپ نے فرمایا کہ انبیاء علیہم السلام کے حق میں ایسے قول نہ کہے جائیں کہ جن میں اُن کا عیب یا نقصان ظاہر ہوتا ہو۔ ہم اُن کے متعلق خاموشی کے مامور ہیں کیونکہ اُن کا مرتبہ اللہ تعالیٰ کے ہاں بہت اُونچا ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ ہیں۔ نبی اکرم ﷺ تو اپنے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے بارے میں فرماتے ہیں کہ جب میرے صحابہ کا ذکر تمہارے سامنے نقص و عیب کے ساتھ آئے تو تم خاموش رہو۔ جب ہمیں حضور ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے متعلق کفِ لسان (خاموشی) کا حکم ہے تو پھر انبیاء کرام علیہم السلام کے متعلق بطریقِ اولیٰ ہے کہ خاموشی سے کام لیں۔

سوال: اسی "روح البیان، پارہ ۱۳" تحت آیت "وَتَوَلّٰى عَنۡهُمۡ وَقَالَ يٰۤاَسَفٰى عَلٰى يُوۡسُفَ وَابۡيَضَّتۡ عَيۡنٰهُ مِنَ الۡحُزۡنِ فَهُوَ كَظِيۡمٌ" (پارہ ۱۳، سورۃ یوسف، آیت ۸۴) (ترجمہ: اور ان سے منہ پھیرا اور کہا ہائے افسوس یوسف کی جدائی پر اور اس کی آنکھیں غم سے سفید ہو گئیں، وہ غصہ کھاتا رہا) تین انبیاء علیہم السلام کو نابینا لکھا ہے وہ حضرات ہیں:

(۱) حضرت اسحاق علیہ السلام (۲) حضرت یعقوب علیہ السلام (۳) حضرت شعیب علیہ السلام۔ [6]

جواب: یہاں نابینا ہونے سے عرفی معنی مراد نہیں بلکہ طبی اُصول پر ہے۔ عرف میں نابینا ہونا کسی حادثہ یا امراض وغیرہ سے ہوتا ہے اور ان حضرات کا نابینا ہونا کسی حادثہ سے نہیں تھا بلکہ خدائی خوف کی وجہ سے بکثرت گریہ (رونا) اتنا ہوا کہ بینائی میں کمی آگئی اور طب کی کتب میں ہے کہ کبھی بکثرت گریہ بینائی میں کمی پیدا کرتا ہے اور یہ عیب نہیں اگرچہ انہیں کمی بینائی کی وجہ سے نابینا کیا گیا تو کوئی حرام نہیں۔

(۲) امام نووی رحمۃ اللہ علیہ حضرت قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ سے نقل کرکے لکھتے ہیں:

أَنَّ الْأَنْبِيَاء صَلَوَات اللّه وَسَلَامه عَلَيْهِمْ مُنَزَّهُونَ عَنْ النَّقَائِص فِي الْخَلْق وَالْخُلُق ، سَالِمُونَ مِنْ الْعَاهَات وَالْمَعَايِب قَالُوا وَلَا اِلْتِفَات إِلَى مَا قَالَهُ مَنْ لَا تَحْقِيق لَهُ مِنْ أَهْل التَّارِيخ فِي إِضَافَة بَعْض الْعَاهَات إِلَى بَعْضهمْ ، بَلْ نَزَّهَهُمْ اللّه تَعَالَى مِنْ كُلّ عَيْب ، وَكُلّ شَيْء يُبَغِّض الْعُيُون ، أَوْ يُنَفِّر الْقُلُوب[7]

---

[5] (روح البيان، سورة بقرة 218/1،120، دار الفكر بيروت)

[6] (روح البيان، سورة يوسف 307-306/4،84، دار الفكر بيروت)

[7] (شرح النووى على مسلم، كتاب الفضائل، باب من فضائل موسى، 512/15، تحت رقم: 2372، دار الخير، سنة النشر: 1416ھ/1996م)

یعنی بے شک انبیاء علیہم السلام خلق ظاہری جسم اور خلق باطنی عادات کے نقائص سے منزہ ہوتے ہیں۔ بیماریوں اور عیوب سے سالم (محفوظ) ہوتے ہیں اور جن لوگوں نے بلا تحقیق اُن کی طرف نقائص و عیوب منسوب کئے ہیں ان کا کوئی اعتبار نہیں بلکہ وہ ہر عیب سے پاک ہوتے ہیں بلکہ ان اُمور سے بھی پاک ہوتے ہیں جو بظاہر لوگوں کی آنکھوں میں اچھا نہ لگے اور ان سے دلوں کو نفرت ہو۔

حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہٗ نے ''مدارج النبوۃ'' میں لکھا ہے کہ علامہ سبکی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ انبیاء علیہم السلام پر نابینائی یعنی آنکھوں کی روشنی کا زائل ہو جانا بھی جائز نہیں اس لئے کہ یہ نقص و عیب ہے اور کوئی نبی بھی اعمی و نابینا کبھی نہیں ہوئے۔ (مدارج النبوۃ)

اس کے بعد مخالفین کا وہم زائل فرماتے ہیں۔

ازالۂ وھم: اور وہ جو حضرت شعیب علیہ السلام کے بارے میں مذکور ہے وہ ثابت نہیں ہے اور حضرت یعقوب علیہ السلام کی چشم مبارک پر پردہ آگیا تھا جس نے روشنی کو ڈھانپ لیا تھا۔

امام فخرالدین رازی کا استدلال: امام فخرالدین رازی قدس سرہٗ ''وَابْيَضَّتْ عَيْنٰهُ'' کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ اُن پر گریہ و بکا غالب ہو گیا اور غلبۂ گریہ و بکاء کے وقت ان کی آنکھوں میں بہت پانی آجاتا گویا کہ وہ سفید ہو گئیں اور وہ سفیدی پانی سے تھی۔ [8]

تائید مزید: یہ اس قول کی صحت پر دلیل ہے کیونکہ غلبۂ بکا میں غم اثر انداز ہوتا ہے نہ کہ بینائی ختم ہو جاتی ہے۔ اس کے بعد امام فخرالدین رازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ علماء کا اختلاف ہے کہ وہ کلیۃً نابینا ہو گئے تھے بعد ازاں حق تعالیٰ نے حضرت یوسف علیہ السلام کی قمیص مبارک کی برکت سے بصارت واپس لوٹا دی تھی۔ بعض کہتے ہیں کہ کثرتِ بکا و حزن سے اُن کی بصارت کمزور ہو گئی تھی اور وہ بصارت کی کمزوری محسوس کرتے تھے۔ پھر جب حضرت یوسف علیہ السلام کی قمیص مبارک اُن کے چہرہ انور پر ڈالی گئی تو اُن کی بصارت قوی ہو گئی اور بصارت کی کمی اور ضعف جاتا رہا۔

علامہ سبکی علیہ الرحمۃ نے نابینائی کے جائز نہ ہونے کی علت (سبب) اس کا نقص و عیب ہونا قرار دیا ہے تو انبیاء علیہم السلام پر ایسے امراض میں مبتلا ہونا جو نفرت کا موجب ہیں کہ ان اطلاق پر بھی یہ حکم زائل ہے خصوصاً وہ اِبتلا و امتحان جو حضرت ایوب علیہ السلام کے بارے میں عارض ہیں۔ ان کے لئے ایسے مرضوں کی نسبت جو موجب نقص و عیب ہیں جیسے جزام، نابینائی وغیرہ ان سب کی نسبت جائز نہیں ہے کیونکہ امراضِ منافی شانِ نبوت اور موجب نقص و نفرت ہیں۔ انبیاء علیہم السلام ان سے معصوم ہیں۔ اسی طرح حضرت شعیب علیہ السلام کی نابینائی کا قصہ بوجہ عدم ثبوت کے اُن سے اس کی نسبت کرنا سراسر تحکم (حکم چلانا) اور دیدہ دلیری ہے البتہ حضرت یعقوب علیہ السلام کی بصارت کے بارے میں صحیح ہے اسی لئے حق تعالیٰ نے فرمایا:

فَلَمَّآ اَنْ جَآءَ الْبَشِيْرُ اَلْقٰىهُ عَلٰى وَجْهِهٖ فَارْتَدَّ بَصِيْرًا۔ (پارہ۱۳، سورۃ یوسف، آیت۹۶)

ترجمہ: پھر جب خوشی سنانے والا آیا اس نے وہ کُرتا یعقوب کے منہ پر ڈالا اسی وقت اس کی آنکھیں پھر آئیں

مروی ہے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے چھ سال تک نہیں دیکھا تھا کہ حضرت یوسف علیہ السلام کی قمیص سے بینائی واپسی آگئی یہ امام فخر الدین رازی کا قول ہے۔ [9]

[8] (تفسير الكبير للرازي، سورة يوسف 84،ص154، دار الفكر بيروت)

ازالۂ وھم: امام رازی علیہ الرحمہ کی طرح بعض مفسرین کا یا دوسرے حضرات کا ان پر نابینا ہونے کا اطلاق عرفی اعتبار سے نہیں طبی اُصول پر ہے جس کی توجیہ فقیر نے عرض کر دی ہے۔

حضرت صدرالافاضل علامہ سید نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمہ نے آیت ''وَابْيَضَّتْ عَيْنٰهُ'' کے تحت لکھا ہے کہ روتے روتے آنکھ کی سیاہی کا رنگ جاتا رہا اور بینائی ضعیف ہو گئی۔ (خزائن العرفان)

نوٹ: تقریباً اسی طرح اکثر مفسرین اور محدثین اور فقہاء و علماء و مشائخ نے لکھا ہے۔ اسی پر اکتفا کرتا ہوں ہاں یعقوب علیہ السلام کی بینائی کی کمی کا نکتہ صاحبِ روح البیان لکھتے ہیں چونکہ وہ ایک مفید مضمون ہے اسی لئے سپردِ قلم کرتا ہوں۔

نکتہ: روح البیان شریف میں ہے کہ وَابْيَضَّتْ عَيْنٰهُ مِنَ الْحُزْنِ۔ (پارہ۱۳، سورۃ یوسف، آیت۸۴)

ترجمہ: اور اس (حضرت یعقوب علیہ السلام) کی آنکھیں غم سے سفید ہو گئیں۔

اور یعقوب علیہ السلام کی دونوں آنکھیں سفید ہو گئیں اور ان کے سفید ہونے کا موجب یوسف علیہ السلام کی جدائی سے گریہ اور آنسو بہانا تھا۔

اسی لئے کہ طبی اُصول ہے کہ جب آنکھوں سے آنسو بکثرت نکلیں تو آنکھیں سفید ہو جاتی ہیں جیسے شعیب علیہ السلام کے متعلق مروی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی محبت میں اتنا روئے کہ نابینا ہو گئے پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے آپ کی بینائی لوٹا دی۔ اسی طرح یعقوب علیہ السلام خوب روئے یہاں تک کہ بصارت چلی گئی یہی قول صحیح تر ہے جیسے "فَارْتَدَّ بَصِيْرًا" سے معلوم ہوتا ہے۔

ز گریه بر سر مردم یقین که خانه چشم ... فرو رود شب هجران ز بس که بارانست

یعنی لوگوں کا بہت رونا آنکھوں کی بینائی کے چلے جانے کا سبب ہے پھر اُس کا کیا حال ہو گا جو محبوب کے فراق میں ہر وقت آنسوؤں کا مینہ برساتا ہے۔

فائدہ: مروی ہے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام حضرت یوسف علیہ السلام کے فراق میں اسّی (80) سال مسلسل روئے تھے تھوڑے سے لمحے میں بھی آپ کی چشم ہائے مبارک سے آنسو نہیں رُکے اور روئے زمین پر حضرت یعقوب علیہ السلام جیسا اور کوئی بندہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک مکرم ترین نہیں تھا۔

سوال: حضرت یعقوب علیہ السلام کی چشمانِ مبارک کی بینائی حضرت یوسف علیہ السلام کے فراق و اشتیاق سے کیوں چلی گئی؟

جواب: تاکہ اولاد کو دیکھ کر مزید حزن و ملال کا اضافہ نہ ہو۔ اس لئے قاعدہ ہے کہ ایک شے کو دیکھنے سے دوسری شے یاد آجاتی ہے حضرت یوسف علیہ السلام کے ساتھ ایک قسم کی شفقت اور رحمت تھی۔

جواب۲: صرف یعقوب علیہ السلام کے اظہارِ رفعت کے پیشِ نظر۔ اس لئے کہ شہود جمال الٰہی کا مرکز حضرت یوسف علیہ السلام تھے جب وہ اوجھل ہو گئے تو غیروں کو دیکھنا گوارا تھا نہیں اس لئے بینائی کو بھی روپوش کر لیا گیا۔ جب یوسف علیہ السلام مل گئے تو بینائی بھی لوٹا دی گئی۔[10] (روح البیان)

نابینا حضرات کے فضائل: نابینا حضرات مایوس نہ ہوں کہ ہم عیبی ہیں بلکہ میرا مشورہ ہے کہ آپ یہ تصور کریں کہ آزمائشِ الٰہی میں ہیں اس میں ہم کامیاب ہوئے تو قیامت میں آپ سے بڑھ کر کوئی سعادت مند نہ ہو گا۔

---

[9] (تفسير الكبير للرازي، سورة يوسف 96، ص167، دار الفكر بيروت)

[10] (روح البيان، سورة يوسف 84، 306/4، دار الفكر بيروت)

حدیث قدسی: حضرت جبریل علیہ السلام اللہ تعالیٰ سے روایت کرکے فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے جبریل اُس بندے کی جزا کیا ہونی چاہیے جس کی آنکھیں چھین لی جائیں۔ جبریل علیہ السلام نے عرض کی یا اللہ ہمیں کیا معلوم ہم تو اس قدر جانتے ہیں جس قدر تو نے ہمیں علم عنایت فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اُس کی جزا یہ ہے کہ وہ شخص ہمیشہ میرے گھر میں رہ کر میرے چہرہ اقدس کو دیکھتا رہے یعنی وہ دیدار الٰہی سے سرفراز ہو۔ (11)

(روح البیان، پارہ ۱۳)

حدیث شریف ۲: اللہ تعالیٰ کا دیدار قیامت میں سب سے پہلے نابینا کو نصیب ہوگا۔ چنانچہ امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کشف علوم الاخر میں فرماتے ہیں کہ

في الحديث الصحيح إن أول من يعطيهم الله أجورهم الذين ذهبت أبصارهم ينادي يوم القيامة بالمكفوفين فيقال لهم أنتم أحرى أي أحق من ينظر إلينا(12)

یعنی صحیح حدیث شریف میں ہے کہ "قیامت میں سب سے پہلے اللہ تعالیٰ قتلِ ناحق کا فیصلہ فرمائے گا اور قیامت میں سب سے پہلے نابینے حضرات کو اور ان کی طرح ایسے نابینے حضرات کا انعام عطا فرمائے گا جو دنیا میں نابینا ہو گئے تھے۔

قیامت میں نابیناؤں کو اعلان ہوگا کہ سب سے پہلے تم زیادہ مستحق ہو کہ میرا دیدار کرو پھر اللہ تعالیٰ ان سے حیاء فرما کر حکم دیگا کہ تم میری دائیں جانب آ جاؤ۔ پھر ایک جھنڈا حضرت شعیب علیہ السلام کے ہاتھ میں دے کر فرمائے گا کہ تم نابینا حضرات کے سردار ہو کر آگے چلو اُن کے ساتھ بے شمار نور کے فرشتے ہوں گے۔ وہ نابیناؤں کو تیز رفتار بجلی سے بھی زیادہ تیز پلِ صراط سے گزار دیں گے لیکن اس سے وہ نابینے مراد ہیں جنھوں نے صبر اور حوصلہ سے زندگی بسر کی ہو جیسے ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما وغیرہم"۔

فائدہ: نابینا حضرات کی اس سے بڑھ کر اور فضیلت کیا ہوگی کہ قیامت میں سب سے پہلے دیدارِ الٰہی سے سرشار (بے خود) ہوں گے اور سب سے پہلے آرام سے گزر کر بہشت میں تشریف لے جائیں گے۔

اللہ تعالیٰ کے پیارے: یہ حضرات اللہ تعالیٰ کو اتنے پیارے ہیں کہ اُن کے لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب پاک ﷺ کو خصوصی ہدایات کے طور پر سورۂ عبس کا تحفہ عطا فرمایا۔ جس کی ابتدائی آیات یہ ہیں: عَبَسَ وَتَوَلّٰۤى اَنْ جَآءَهُ الْاَعْمٰى (پارہ ۳۰، سورۃ عبس، آیت ۱،۲)

ترجمہ: تیوری چڑھائی اور منہ پھیرا۔ اس پر کہ اس کے پاس وہ نابینا حاضر ہوا

نوٹ: اس آیت کے علاوہ نابینا حضرات کے فضائل و کمالات کے متعلق فقیر کا رسالہ "باکمال نابینے" پڑھیے۔

---

11) (روح البیان، سورۃ یوسف 308/4،84، دار الفکر بیروت)

12) ("کتاب ال" درۃ الفاخرۃ فی کشف علوم الآخرۃ، فصل اربعۃ یستشہد علیھم بأربعۃ، ص97، المکتبۃ الثقافیۃ، بیروت)

(فیض القدیر، حرف القاف، 488/4، رقم الحدیث: 6064، دار الکتب العلمیۃ)

نبی علیہ السلام کے پیارے: ان آیات کے نزول کے بعد حضور ﷺ نے نابینا حضرات کی حوصلہ افزائی کے لئے حضرت عبد اللہ ابن مکتوم (نابینا صحابی جن کے لئے سورۂ عبس نازل ہوئی) کا نبی پاک ﷺ بے حد اکرام فرماتے۔ چنانچہ امام زاہد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ آیتِ ہذا کے نزول کے بعد سرکارِ دوعالم ﷺ نے حضرت عبد اللہ ابن مکتوم رضی اللہ عنہ کو بلایا اور اپنی چادر مبارک بچھا کر اس کے اُوپر بٹھایا۔ رسول اکرم ﷺ آپ کی تکریم کرتے تھے جب آپ ﷺ ابن مکتوم کو دیکھتے تو فرماتے: مرحبا بمن عاتبني فيه ربي [13]

یعنی مرحبا یہ وہ ہیں جن کی وجہ سے مجھے اللہ تعالیٰ نے (محبوبانہ) عتاب فرمایا۔

یعنی "بقاء المحبة" میں نے اسے محبوبانہ عتاب سے تعمیر کیا ہے"۔(اُویسی غفرلہٗ) اور فرماتے " هل لک من حاجته"

یعنی کوئی حاجت ہو تو بتاؤ۔

ازالۂ وھم: بعض جہلاء نابینا حضرات کی حوصلہ شکنی کرتے ہوئے کہہ دیتے ہیں کہ نابینا کے پیچھے نماز ناجائز ہے۔ یہ کہنے والے عموماً جہلاء ہوتے ہیں۔ ایسی باتوں کا کرنا گناہ ہے کیونکہ شریعت کا مسئلہ غلط بتانا جہنم میں جانے کے مترادف ہے۔

اصل مسئلہ یہ ہے کہ نابینا طہارت میں محتاط اور خود کو صفائی وستھرائی میں رکھے اور بقدرِ ضرورت مسائل کی واقفیت رکھتا ہو اور سنی المذہب ہو تو بلا کراہت نماز جائز ہے۔ سیدنا ابنِ مکتوم نابینا صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضور ﷺ نے مدینہ طیبہ میں دوبار نماز کا خلیفہ بنایا جب آپ ﷺ جنگ کے لئے تشریف لے جاتے بعض نے تین بار کا بھی کہا ہے۔

نابینا حضرات کو نہ ستاؤ: ہر بیماری ونقص اللہ تعالیٰ کی عطاوانعام ہے۔ اس پر صبر کیا جائے تو سیدھا بہشت بالخصوص نابینا کو اللہ تعالیٰ نے بہشت کی نوید بھی سنائی ہے چنانچہ

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنَّ اللَّهَ قَالَ إِذَا ابْتَلَيْتُ عَبْدِي بِحَبِيبَتَيْهِ فَصَبَرَ عَوَّضْتُهُ مِنْهُمَا الْجَنَّةَ يُرِيدُ عَيْنَيْهِ [14]

یعنی حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے فرماتے سنا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جب اپنے بندے کو دو محبوب چیزوں میں مبتلا کرتا ہوں اور وہ اس پر صبر کرتا ہے تو میں ان کے عوض انہیں جنت دوں گا فرمایا محبوب چیزوں سے مراد اس کی دو آنکھیں ہیں۔

فائدہ: بینائی نہ ہونا جنت کی بشارت ہے یہ نوید اُس نابینا صاحب کے لئے ہے جو ایمان کی دولت کے ساتھ رسول اکرم ﷺ کی تابعداری سے بھی مالامال ہو۔

سوچنے کی بات ہے کہ ان حضرات کو اللہ تعالیٰ نے ہی اس حالت میں بنایا ہے تم اُن پر ہنسو یا انہیں ستاؤ تو گویا تم صنعتِ خداوندی کا مذاق اُڑاتے ہو ایسا نہ ہو کہ تم بھی اندھے ہو جاؤ۔

---

[13] (تفسير البغوي، سورة عبس/1، تفسير قوله تعالى "عبس وتولى"332/8، دار طيبة)

[14] (صحيح البخاري، كتاب المرضى، الباب فضل من ذهب بصره،2140/5، رقم الحديث:5329، دار ابن كثير، سنة النشر: 1414ھ/1993م)

عجوبہ: بچپن میں فقیر کی آنکھوں سے ریشہ بہتا رہتا جو ایک بُرا عیب محسوس ہوتا۔ ایک دین دار جاہل نے نفرت سے نہایت متکبرانہ انداز میں کہا یہ لڑکا کون ہے قدرت نے آنکھوں سے دکھایا کہ اُس کا لڑکا پیدا ہوا جس کی آنکھیں موٹی اُبھری ہوئی اور بینائی سے بھی محروم جو اُسے پہلی نظر دیکھتا ڈر جاتا۔

نابیناؤ نہ گھبراؤ: نابینا حضرات بڑے خوش بخت ہیں کہ سب سے پہلے دیدارِ الٰہی پائینگے اور ایسے جواہر قیمتی (اَولیاء) کے ساتھ اُٹھینگے جن کا آج نام سن کر اَہلِ دل لوگوں کا جی للچاتا ہے کہ کاش ہم نابینا ہوتے۔ ایک مختصر سی فہرست ملاحظہ فرمائیں۔

نابینا بزرگوں کی فہرست

اشرافِ اقوام سے مندرجہ ذیل حضرات نابینا ہوئے۔

(۱) عبد المطلب بن ہاشم (۲) اُمیہ بن عبد شمس (۳) زہرہ بن کلاب (۴) مطعم بن عدی

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے مندرجہ ذیل حضرات نابینا ہوئے ان میں بعض حضور ﷺ کے زمانہ اقدس میں بعض آپ ﷺ کے وصال کے بعد نابینا ہوئے وہ یہ ہیں۔

(۱) البراء بن عازب (۲) جابر بن عبد اللہ (۳) حسان بن ثابت (۴) الحکم بن ابی العاص

(۵) سعد بن ابی وقاص (۶) سعید بن یربوع (۷) صخر بن حرب ابوسفیان (۸) عباس بن عبد المطلب

(۹) عبد اللہ بن الارقم (۱۰) عبد اللہ بن عمر (۱۱) عبد اللہ بن عباس (۱۲) عبد اللہ بن عمیر

(۱۳) عبد اللہ بن اوفی (۱۴) عتبان بن مالک (۱۵) عتبہ بن مسعود الہذلی (۱۶) عثمان بن عامر ابو قحافہ

(۱۷) عقیل بن ابی طالب (۱۸) عمرو بن ام مکتوب المؤذن (۱۹) قتادہ بن نعمان۔ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین

ان کے علاوہ تابعین و تبع تابعین اور آئمہ مجتہدین اور محدثین و مفسرین اور فقہاء و اولیاء کاملین اور علماءِ کرام اور بے شمار صالحین رحمہم اللہ تعالیٰ نابینا ہو گزرے ہیں۔ جب نابینا حضرات ان کی رفاقت میں جنت کو جارہے ہوں گے تو اُن پر طعن کرنے والے خون کے آنسو بہا کر روئیں گے اور دوسرے بینا لوگ کہیں گے

کاش ہمیں بھی ان کی رفاقت نصیب ہوتی۔

عقلی دلیل: قرآن مجید سے بڑھ کر کوئی کلام بڑھ کر فصیح و بلیغ نہیں اسی لئے آیت میں "وَابْيَضَّتْ" ہے "عَمِيَتْ" نہیں اور قرآن مجید و عمیت لانے میں کوئی شے مانع نہیں ہو سکتی۔ اسی لئے "وَابْيَضَّتْ عَيْنٰهُ" ہمارے موقف کی تائید کے لئے کافی ہے کیونکہ ابیضا من العین آنکھوں کا سفید ہو جانا بینائی کے منافی نہیں۔ ایک صحابی کی کسی وجہ سے آنکھیں سفید ہو گئیں تھیں لیکن بینائی بحال تھی یونہی بہت سے لوگوں کی آنکھیں سفید ہوتی ہیں لیکن ان میں بینائی موجود ہوتی ہے۔ اسّی نوے (80/90) سال کی عمر کے بوڑھوں کی عموماً آنکھیں سفید ہو جاتی ہیں لیکن بینائی موجود ہوتی ہے اگرچہ کمزور و ضعیف سہی یہی ہم کہتے ہیں حضرت یعقوب علیہ السلام بالکل نابینا نہیں ہوئے صرف بینائی میں ضعف ہو گیا اور ضعیف البصر کو اندھا نہیں کہا جا سکتا۔

سوال: " فَارْتَدَّ بَصِيْرًا "تو آنکھیں پھر آئیں۔" فَارْتَدَّ " کے لفظ سے ثابت ہوتا ہے کہ نابینا تھے تو بصیر ہوئے کیونکہ ارتداد اصلی حالت سے ہٹ جانے کو کہا جاتا ہے اسی لئے مرتد از دین کو مرتد کہا جاتا ہے کہ وہ دین سے ہٹ جاتا ہے جو کہ انسان کی اصلی فطرت ہے۔

جواب: ارتد کی اصلی حالت کا تعلق بَصِيْر سے ہے لفظ بَصِيْرًا ہے ہمارے موٴقف کا موٴید ہے وہ یوں کہ بَصِيْرًا (قوی البصارت) کو کہا جاتا ہے یعنی یعقوب علیہ السلام اپنی اصلی حالت یعنی قوی البصارت پر آ گئے۔ اس سے واضح ہوا کہ قوی البصارۃ تب ہوئے جب وہ ضعیف البصارۃ تھے ورنہ اسی بَصِيْرًا سے لانے کی کیا ضرورت ہے۔ بلیغ قرآن مجید دوسرا ایسا لفظ بھی لا سکتا تھا جو حضرت یعقوب علیہ السلام کے نابینا ہونے پر صراحۃً دلالت کرتا ہے۔

سوال: بعض شارحین اور مفسرین نے حضرت یعقوب علیہ السلام کو نابینا واضح طور لکھا ہے کیا وہ لوگ قرآن و حدیث فہمی میں تمہارے سے کم تھے؟

جواب: فقیر اس کی توجیہہ پہلے عرض کر چکا ہے کہ اُن کی مراد طبی نابینا ہے نہ کہ عرفی ورنہ دوسرے مفسرین و محدثین کو غلط کہنا پڑے گا پھر ہم کہے سکتے ہیں کہ وہ قرآن و حدیث فہمی میں دوسرے مفسرین و محدثین سے کچھ کم نہ تھے۔

جواب ۲: بعض مفسرین ناقلین ہوتے ہیں کہ اسرائیلیات (وہ باتیں جو بنی اسرائیل یعنی یعودیوں سے بکثرت منقول ہیں) کی نقول تفاسیر میں عام ہیں اور اسرائیلیات کے بارے میں مختصراً فقیر نے اس رسالہ میں عرض کر دی اور تفصیل فقیر کی ''احسن البیان، جلد سوم'' میں پڑھیئے۔

حضرت ایوب علیہ السلام: آپ جلیل القدر پیغمبر علیہ السلام ہیں۔ ہر نبی عیب سے پاک ہوتا ہے جیسا کہ یعقوب علیہ السلام کے جوابات میں گزرا۔ اگر بفرضِ محال ایسے ہو جیسے سوال میں ہے تو اس میں حکمتِ ربانی ہے اس کی حکمت صاحب روح البیان نے "پارہ ۱۷" آیت " مَسَّنِيَ الضُّرُّ " کے تحت لکھی۔

وَاَيُّوْبَ اِذْ نَادٰي رَبَّهٗٓ اَنِّىْ مَسَّنِيَ الضُّرُّ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ (پارہ ۱۷، سورۃ الانبیاء، آیت ۸۳)

ترجمہ: اور ایوب کو (یاد کرو) جب اس نے اپنے رب کو پکارا کہ مجھے تکلیف پہنچی اور تو سب مہر والوں سے بڑھ کر مہر والا ہے"۔

ریشم کے کیڑے میں نبوت کے فیوض و برکات: بعض بزرگوں نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ رذیل ترین مخلوق کیڑے کی شان بلند ہوئی تو اسے حضرت ایوب علیہ السلام کے جسم اطہر سے چمٹنے کا موقعہ بخشا تا کہ ارزل سے اشرف اور انقص سے اکمل ہو جائیں جیسے یونس علیہ السلام کو مچھلی کے پیٹ میں جگہ دے کر شرافت اور بزرگی سے ہمکنار فرمایا ایسے ہی کیڑے نے ایوب علیہ السلام کی صحبت سے رذالت سے شرافت پائی کہ جب وہ ایوب علیہ السلام کے جسمِ اطہر سے گرے تو درخت پر چڑھے تو ان کے لعاب سے اب ریشم نکلا اور اس کی قدر و قیمت سب کو معلوم ہے اور اس کی یہ قدر و قیمت کیڑے کی ذاتی نہیں بلکہ نبوت کے فیوض و برکات کا کرشمہ ہے۔ (15)

شیخ سعدی قدس سرہٗ نے فرمایا:

گلی خشبوئی درحمام روزی — رسید از دست محبوبی بہ دستم
بدوگفتم کہ مشکی یا عبیری؟ — کہ از بوئی دلآویز تو مستم
بگفتا من گلی ناچیز بودم — ولیکن مدتی باگل نشستم
کمال ہم نشین در من اثر کرد — وگرنہ من ہمان خاکم کہ ہستم

[15] (روح البیان، سورۃ الانبیاء 512/5.83، دار الفکر بیروت)

یعنی(۱) ”حمام کی خوشبودار مٹی مجھے محبوب کے ہاتھ سے ملی۔

(۲)میں نے اسے کہا کہ تومشک ہے یا عنبر؟ کہ تیری دل لوٹنے والی خوشبو سے مست ہو گیا ہوں۔

(۳)کہامیں ایک مٹی ناچیز ہوں لیکن گلاب کے ساتھ ایک عرصہ گزارنے کا مجھے موقع نصیب ہوا ہے۔

(۴)ہم نشیں کے کمال نے مجھ میں اثر فرمایا ورنہ میں تو وہی مٹی ہوں جیسا کہ سب کو معلوم ہے“۔

تبصرہ اُویسی غفرلہٗ: اگر کیڑے پڑ جانے کی روایات کو تسلیم کر لیا جائے تو اس میں ایوب علیہ السلام کی رفعت الشان اور افضل و کمال کی دلیل ہے۔(وھو المطلوب) لیکن حقیقت یہ ہے کہ ایسی روایات اسرائیلیات میں ہیں حضرت ایوب علیہ السلام کے متعلق وہی ہے جو معتبر مفسرین نے نقل کیا صرف ایک حوالہ ملاحظہ ہو۔

حضرت ایوب علیہ السلام: آپ علیہ السلام بیمار ضرور ہوئے لیکن کیڑے کا پڑ جانا اسرائیلیات کی کاروائی ہے۔ قرآن مجید میں صرف اتنا ہے:

"مَسَّنِيَ الضُّرُّ" (پارہ۱۷، سورۃ الانبیاء، آیت ۸۳) **ترجمہ:** ”مجھے تکلیف پہنچی“۔

فائدہ: اس تکلیف کے متعلق مفسرین فرماتے ہیں آپ بیمار ہوئے تمام جسم شریف میں آبلے پڑے بدن مبارک سب کا سب زخموں سے بھر گیا سب لوگوں نے چھوڑ دیا بجز آپ علیہ السلام کی بی بی صاحبہ کے کہ وہ آپ علیہ السلام کی خدمت کرتی رہیں اور یہ حالت سالہا سال رہی۔ آخر کار کوئی ایسا سبب پیش آیا کہ آپ نے بارگاہِ الٰہی میں دعا کی۔

مزید تفصیل کی ضرورت نہیں جو تحقیق حضرت یعقوب علیہ السلام کے مضمون میں ہے عرض کی گئی ہے وہی یہاں ہے۔

واللہ ورسولہ الاعلیٰ وعلم عزوجل و صلی اللہ علیہ وسلم

و صلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ سیدنا محمد و آلہٖ واصحابہ اجمعین

فقط والسلام

مدینے کا بھکاری

الفقیر القادری ابو الصالح محمد فیض احمد اُویسی رضوی غفرلہٗ

بہاولپور۔ پاکستان،

۲۸ شوال ۱۴۲۰ھ، ۵ فروری ۲۰۰۰ء

بروز ہفتہ بارہ بجے